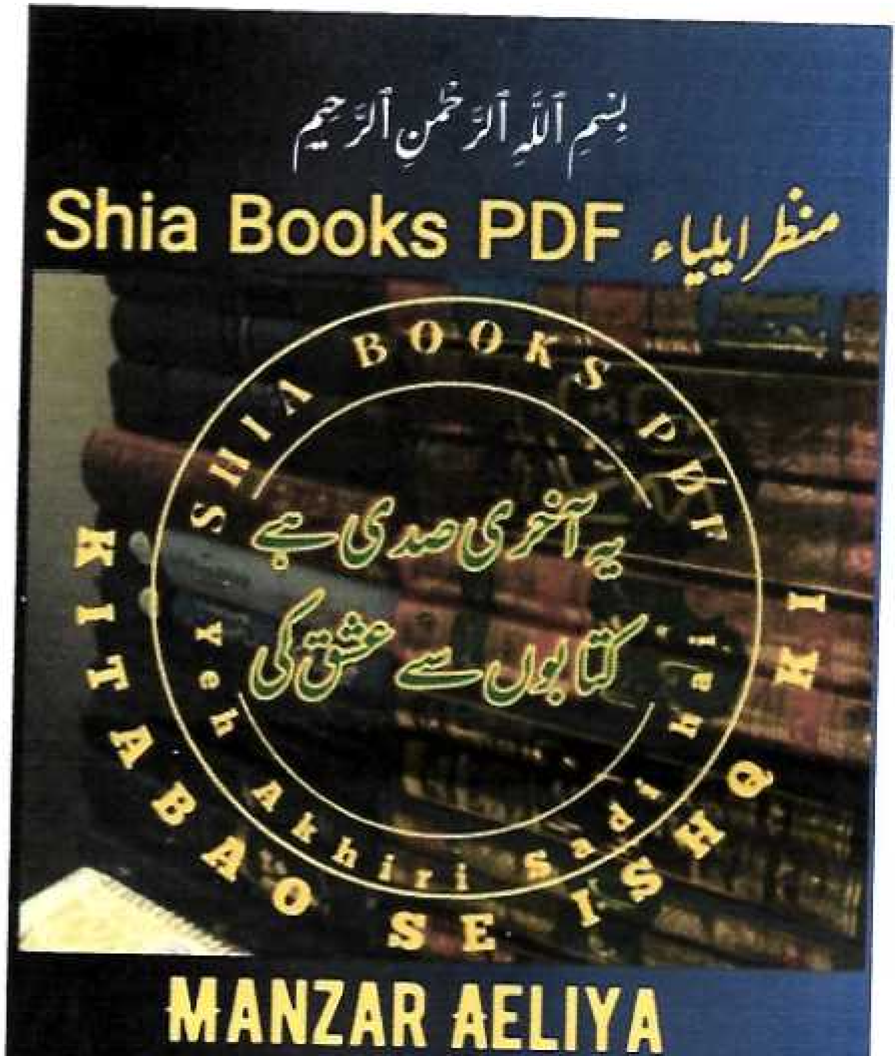
بسم اللہ الرحمن الرحیم
Shia Books PDF منظر ایلیاء
SHIA BOOKS PDF
یہ آخری صدی ہے
کتابوں سے عشق کی
Yeh Akhiri Sadi hai
KITABO SE ISHQ KI
MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

قرآن و سنت کے آئینہ میں

۴

اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے شیعہ

مصنف

علامہ سید مرتضیٰ عسکری طاب ثراہ

قرآن وسنت کے آئینہ میں

۴

اہل بیت پیغمبرؐ کے شیعہ

تالیف

علامہ سید مرتضیٰ عسکری علیہ الرحمہ

نام کتاب: اہل بیت پیغمبرؑ کے شیعہ

موکف: علامہ سید مرتضیٰ عسکری طاب ثراہ

مترجم: سید کمیل اصغر زیدی

نظر ثانی: سید کمیل اصغر زیدی

ناشر: اہل بیتؑ کونسل انڈیا

اشاعت: سنہ ۱۴۴۳ھ ۲۰۲۲ء

مملوکہ کتاب ھذا
منظر الیاس
حیدرآباد دکن

ملنے کا پتہ:

۱۔ حوزۂ علمیہ امام خمینیؒ، وٹوا، احمد آباد، گجرات

۲۔ ادارۂ اصلاح، لکھنؤ

۳۔ ہدیٰ مشن، لکھنؤ

۴۔ مرزا اظہر عباس، درگاہ پنجہ شریف، دہلی (موبائل: 9811627518)

فہرست مطالب

منظر الیاس

عرض ناشر 5

اتحاد؛ قرآن و سنت کے آئینہ میں 8

مقدمہ 10

اہل بیتؑ 10

اہل بیتؑ کے شیعوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ 11

تمہید 12

وحی قرآنی 12

مسلمانوں کے اختلافی مسائل 14

پیغمبر اسلامؐ کے بعد تبلیغ کے فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں امام علیؑ کی تیاری کی نوعیت 18

ائمہ اہل بیتؑ کا جامعہ سے استفادہ 21

مکتب اہل بیتؑ میں سند روایت 23

مکتب اہل بیتؑ کے فقہاء کے رسائل 23

سلمان فارسی 25

ابو سعید خدری انصاری 26

انس بن مالک انصاری 26

وزیر نبی 26

حدیث غدیر 27

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بتائے ہوئے بارہ جانشینوں کے سلسلہ میں مکتب خلفاء کے علماء کی سر گردانی 31

عرض ناشر

عالم فرزانہ، محقق یگانہ، نابغہ دہر علامہ سید مرتضیٰ عسکری علیہ الرحمہ کی ذات گرامی علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کے آثار تعصب اور جانبداری سے پاک، اپنے خاص طرزِ بیان اور اسلوبِ تحقیق کی بناپر فریقین کے درمیان انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

آپ نے مختلف علمی و فلاحی اداروں کی بنیاد رکھی جن میں "اصول دین کالج" خاص طور سے قابل ذکر ہے جہاں تفسیر، حدیث شناسی اور کلام و عقائد کے تقابلی مطالعہ کے خصوصی دروس ہوتے تھے۔

آپ نے مختلف ممالک کا سفر کرکے اسلامی شخصیات سے ملاقات کی۔ اس طرح آپ نے بہت نزدیک سے بذات خود حالات کا جائزہ لیااور اپنی ذہانت و دور اندیشی کے ذریعہ امت مسلمہ کے نہ صرف یہ کہ اصل درد کی تشخیص فرمائی بلکہ مناسب نسخۂ علاج بھی تجویز کردیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ (طالب علمی کے) آغاز سے ہی سیرت و تاریخ پیغمبرؐ و اصحاب، صدر اسلام کے فتنوں اور سفر ناموں کے مطالعہ کا شوق تھا۔ اسلامی ممالک میں استعماری طاقتوں کی ریشہ دوانیوں پر بھی نظر رکھتا تھا۔

آپ اسلامی اتحاد اور تقریب مذاہب کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کرتے تھے۔ آپ کا خیال تھا: "شیعوں کی باتیں (عقائد) اس وقت مقبول ہو سکتی ہیں کہ جب انہیں تاریخی تہمتوں سے پاک کر دیا جائے۔ تاریخ شاہد ہے کہ انہیں تہمتوں اور ناروا الزامات کے ذریعہ دشمنانِ اسلام نے شیعوں اور سنیوں کے درمیان بغض و کینہ اور عداوت و دشمنی کے بیج بوئے ہیں۔"

آپ کو یقین کامل تھا کہ اگر شیعیت کی پیشانی سے تہمتیں اور ناروا الزامات ہٹ جائیں اور برادران اہل سنت کو "حقیقی شیعیت" کا تعارف حاصل ہو جائے تو اس دشمنی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کے آثار میں یہی عنصر واضح طور پر نظر آتا ہے۔

آپ نے اپنی دقیق تحقیق کے ذریعہ محققین کو ششدر کر دیا۔ آپ نے ایسے ناقابل تردید ثبوت اور مواد مہیا کئے کہ جن کی بنیاد پر صحیح تاریخ کو جھٹلانا ممکن نہیں ہے۔

آپ نے عموماً انہیں موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جن پر صدیوں سے دونوں مکاتبِ فکر کے درمیان معرکہ آرائی جاری ہے لیکن آپ کی تحریروں میں مخالف پر حملہ، سطحی اور غیر معیاری عبارتوں، تعصب، جانبداری اور شدت پسندی کا رنگ دور دور تک نظر نہیں آتا۔ آپ نے اعتدال وانصاف اور حد درجہ تحقیق اور تدقیق کے ذریعہ ہر موضوع پر اتنی سیر حاصل بحث کی ہے کہ پڑھنے والے قاری کے ذہن میں الجھن نہیں رہ جاتی۔

زیر نظر مجموعہ "قرآن و سنت کے آئینہ میں" صلوات، متعہ، امت کے بارہ امام، عدالت صحابہ، صفاتِ خدا، جبر و تفویض وغیرہ جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے جن کے ذریعہ دیگر مکاتب فکر کے افراد مکتب اہل بیتؑ کو نشانہ بناتے رہے ہیں۔ یہ مسائل

ہمارے یہاں اکثر ذاتی نشستوں، علمی حلقوں بلکہ محراب و منبر کا موضوع قرار پاتے ہیں اور بسا اوقات ان کے ذیل میں پیش کئے جانے والے مطالب "دلائل" کے بجائے "تفریح طبع" کا سامان محسوس ہوتے ہیں۔ ایسے حساس موضوعات پر محکم و معتدل تحریروں سے علامہ مرتضیٰ عسکری علیہ الرحمہ کے تبحر، اندازِ تحقیق اور اعتدال و انصاف کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"**اہل بیتؑ کونسل انڈیا**" اس مجموعہ کی اشاعت کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ پیشکش اختلافی مسائل کو سنجیدہ اور علمی اصولوں کے ذریعہ حل کرنے میں معاون و مددگار ہوگی۔

ہم "علامہ عسکری علمی و ثقافتی مرکز" اور مترجمین بالخصوص حجۃالاسلام والمسلمین مولانا کمیل اصغر زیدی صاحب کے شکر گزار ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچ رہا ہے۔

والسلام
اہل بیتؑ کونسل انڈیا

اتحاد؛ قرآن و سنت کے آئینہ میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ، وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہِ الطَّاهِرِینَ وَ السَّلَامُ عَلیٰ اَصْحَابِہِ الْبَرَرَۃِ الْمَیَامِینِ۔

ہم مسلمانوں کے درمیان بعض اختلافی مسائل کی بناپر جب اندرونی اختلافات پیدا ہوئے تو اسلام دشمنوں نے باہر سے ہمارے اندر ایسی دراڑیں ڈال دیں کہ جن کا ہمیں احساس بھی نہ ہوسکا نتیجہ میں ہم اپنے ممالک کا دفاع بھی نہ کرسکے اور دشمن ہمارے سر پر مسلط ہوگئے اور ہم یہ بھول گئے کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

"وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُکُمْ"

"اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔"[1]

[1] سورۂ انفال، آیت ۴۶

لہٰذا مناسب یہی ہے کہ جب کبھی بھی ہمارے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو تو ہم قرآن مجید اور پیغمبر اکرم ﷺ کی سنت کے ذریعہ پرچم توحید کے زیر سایہ جمع ہوکر اپنے درمیان اتحاد کی راہ ہموار کریں جیساکہ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ"

"اور جب تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف پیدا ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پلٹادو۔"[1]

چنانچہ ان ہی آیات کریمہ پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی اس گفتگو میں کتاب و سنت کا دامن تھام کر ان کی رہنمائی میں اپنے اختلافی مسائل کا حل تلاش کریں گے تاکہ خدائے متعال کے اذن سے ہم سب ایک بار پھر ایک زبان ہوجائیں اور ہماری قومی وحدت واپس لوٹ آئے۔

علمائے کرام اور اہل نظر حضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اس کار خیر میں ہمارا تعاون فرمائیں اور ہمیں اپنے خیالات سے ضرور مطلع فرمائیں۔

سید مرتضیٰ عسکری

[1] سورۂ نساء، آیت ۵۹

مقدمہ

"اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَنزَلَ عَلیٰ عَبدِہٖ الکِتابَ وَلَم یَجعَل لَہٗ عِوَجاً وَالصَّلوٰۃُ علیٰ عَبدِہٖ وَ رَسُولِہٖ وَخَاتَمِ اَنبِیائِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ الطَّاھِرِینَ وَالسَّلَامُ عَلیٰ اَصحَابِہِ المُنتَخَبِین"

اما بعد: اہل بیتؑ کون حضرات ہیں؟ اور ان کے شیعہ کون لوگ ہیں؟

اہل بیتؑ

اہل بیتؑ وہ صاحبان عظمت افراد ہیں جن کے بارے میں خداوند عالم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: "بس اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اے اہل بیتؑ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور تمہیں اسی طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔"[1]

اس آیۂ کریمہ کی شان نزول کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل افراد نے روایت کی ہے:

ام المومنین ام سلمہ، عبد اللہ بن جعفر، واثلہ بن اسقع، عبد اللہ بن عباس، عمر بن ام سلمہ، ابوسعید خدری، انس بن مالک اور دوسرے اصحاب پیغمبر اکرمؐ کہ پیغمبر اکرمؐ ام المومنین ام سلمہ کے حجرہ میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ نے رحمت و وحی خدا کے آثار کا مشاہدہ فرمایا تو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو بلایا اور اپنے زانوئے مبارک پر بٹھایا پھر علیؑ و فاطمہؑ کو اپنے پاس بلا لیا اور کسائے یمانی کو اپنے اور ان حضرات کے اوپر اُڑھا دیا اور مذکورہ آیت انہیں حضرات کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔

---

[1] "اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذھِبَ۔۔۔" سورۂ احزاب، آیت ۳۳

حضرت ام سلمہ جو حجرہ کے باہر موجود تھیں انہوں نے عرض کیا: "میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟"

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: "تم خیر پر ہو، تم زوجۂ رسول ہو یعنی اہل بیت میں سے نہیں ہو۔"[1]

لہٰذا رسول اکرمؐ کی اس تصریح کی بنا پر اہل بیت پیغمبرؐ صرف امام علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ ہیں اور ان ہی حضرات کو اہل بیتؑ کہا جاتا ہے۔

اہل بیتؑ کے شیعوں سے کون لوگ مراد ہیں؟

لغت کی کتاب معجم الوسیط میں تحریر ہے کہ "الشیعة الاتباع و الانصار" شیعہ یعنی پیروکار و مددگار۔

انشاء اللہ اس تعریف کے ذیل میں آئندہ اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

---

[1] یہ روایت تفسیر طبری، ابن کثیر و سیوطی نیز صحیح مسلم میں فضائل اہل بیتؑ کے ذیل میں اور دوسری دسیوں مسندوں میں ذکر ہوئی ہے۔ (تفصیل کے لئے) ہمارا رسالہ "حدیث کساء یا آیۂ تطہیر" ملاحظہ کریں۔

تمہید

خداوند عالم نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر دو طرح کی وحی کے ذریعہ شریعتِ اسلامیہ کو نازل کیا ہے۔

وحی قرآنی

جیساکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: "آپ زوال آفتاب سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کریں اور نماز صبح بھی کہ نماز صبح کے لئے گواہی کا انتظام کیا گیا ہے۔"[1]

"صاحبان ایمان تمہارے اوپر روزے اسی طرح لکھ دیئے گئے ہیں جس طرح تمہارے پہلے والوں پر لکھے گئے تھے شاید تم اسی طرح متقی بن جاؤ۔"[2]

پہلی آیت میں وحی قرآنی کے ذریعہ نماز ظہر و صبح قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دوسری آیت میں ماہ مبارک رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم ہے، وحی قرآنی کے نزول کے ان دونوں موقع پر ان کی تفسیر بھی پیغمبر اکرمؐ پر وحی کے ذریعہ نازل کی گئی ہے۔

پہلے موقع پر نماز پنجگانہ، اس کے اذکار، رکوع و سجود کی کیفیت نیز نماز کے دوسرے تمام احکام وحی غیر قرآنی کے ذریعہ بیان کئے گئے ہیں۔

ہم اس دوسری وحی کو "وحی بیانی" کہتے ہیں۔

---

[1] سورۂ اسراء، آیت ۷۸

[2] سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۲

دوسرے موقع پر بھی مبطلات روزہ، بالغ پر روزہ کا واجب ہونا اور روزہ کے دوسرے احکام، وحی غیر قرآنی کے ذریعہ بیان کئے گئے ہیں۔ خاتم الانبیاءؐ کی شریعت میں اسلام کے احکام اسی طریقہ سے دو وحیوں کے ذریعہ بیان کئے گئے ہیں۔

وحی اول: قرآن کریم ہی ہے اس کے عین الفاظ کو پروردگار نے جبرئیلؑ کے ذریعہ خاتم الانبیاءؐ پر نازل کیا ہے اور پیغمبر اکرمؐ نے قرآن کے سوروں اور اس کی آیتوں کی توضیح و تفسیر اُن صحابہ کے درمیان میں بیان فرمائی ہے جو آپ کے آس پاس رہتے تھے اور صحابہ میں جو افراد لکھنا جانتے تھے وہ دونوں وحی یعنی قرآن کے اصل الفاظ اور اس کی توضیح و تشریح کو مرقوم بھی فرماتے تھے نیز جو کچھ بھی پیغمبر اکرمؐ پر قرآن اور اس کے بیان کے سلسلہ میں وحی ہوتی تھی صحابہ میں سے وہ افراد جو لکھنا جانتے تھے بلالئے جاتے تھے اور انہیں یہ حکم دیا جاتا تھا کہ جو کچھ کاغذ، تختیاں، حیوانات کی کھال وغیرہ موجود ہو ان پر ان بیاناتِ قرآن اور اس کی وحی کو تحریر کردیں اور پھر آپؐ اپنے گھر میں اسے محفوظ کردیتے تھے۔

اسی طرح سے جو کچھ قرآن کے علاوہ پیغمبر اکرم ﷺ پر وحی ہوتی تھی آپ اسے ان مسلمانوں کے درمیان میں جو اس وقت آپ کے پاس ہوتے تھے تبلیغ فرماتے تھے اور بعض اصحاب جو لکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور اسے تحریری شکل میں لے آتے تھے۔

خالق دو جہاں نے اس طریقہ سے شریعت اسلام کو اپنے پیغمبرؐ پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا اور آپ نے اس طرح تمام افراد تک اسلامی شریعت کی تبلیغ فرمائی اور اس نوعیت سے شریعت اسلام کی اجتماعی تبلیغ اور اس کے دقیق اندراج اور کتابت کے ذریعہ اسلامی

شریعت کی تبلیغ و حفاظت ہوتی رہی، یہاں یہ بھی بتاتے چلیں کہ مسلمان اسلامی شریعت کو عملی انداز میں پیغمبر اکرمؐ کے اعمال و کردار میں مشاہدہ کرتے رہتے تھے اور یہی وہ چیز ہے جسے اسلام کے پیروکار، سیرت پیغمبر اکرم ﷺ کہتے ہیں نیز کبھی پیغمبر اسلامؐ کسی عمل کو اپنے صحابہ یا اقرباء میں سے کسی کو انجام دیتے ہوئے مشاہدہ فرماتے تھے لیکن اسے منع نہیں کرتے تھے مثلاً وضو کرنا وغیرہ یعنی آپ احکام کے سلسلہ میں صحابہ یا اقرباء کے عمل کا یہ اندازہ پسند فرماتے تھے کہ جسے فقہ کی زبان میں "تقریر پیغمبرؐ" کہا جاتا ہے۔

لہٰذا اسی بناپر شریعت اسلامیہ کتاب خدااور سنت پیغمبر ﷺ سے حاصل کی جاتی ہے یعنی جو کچھ قرآن اور سنت پیغمبرؐ میں آیا ہے اور تمام مسلمان پیغمبرؐ سے لے کر اب تک اس قرآن اور سنت پیغمبرؐ پر عمل کرنے کے سلسلہ میں اتفاق نظر رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کے اختلافی مسائل

مسلمان چند چیزوں کے بارے میں اختلاف نظر رکھتے ہیں:

ا۔ بعض آیاتِ قرآنی کی تفسیر اوران کے معانی۔

پہلا نمونہ: مندرجہ ذیل آیت کے معنی میں اختلاف "وَسِعَ کُرۡسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ"[1] کہ اس آیت کے معنی مکتب خلفاء کے پیروکار کرسی ہی سمجھتے ہیں یعنی خدا اس

[1] سورۂ بقرہ، آیت ۲۵۵

پر نشست و برخاست کرتا ہے[1] لیکن شیعیان اہل بیت پیغمبرؐ کی تعلیم کے مطابق کرسی کو علم کے معنی میں مراد لیتے ہیں اور اسی سے اس کی تفسیر کرتے ہیں کیونکہ کلمۂ مذکور عربی لغت میں علم کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے لہٰذا اس تفسیر کے مطابق آیت کے معنی "وَسِعَ کُرۡسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ" (اس کا علم زمین و آسمان پر محیط ہے) ہوں گے۔

دوسرا نمونہ: اس آیت "یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ" کی تفسیر میں اختلاف:

مکتب خلفاء کے پیروکار اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہیں کہ خداوند عالم روز قیامت اپنی پنڈلی کا مسلمانوں کو دیدار کرائے گا اور وہ خدا کو اس کے ذریعہ پہچانیں گے اور اس کے پیچھے بہشت کی طرف روانہ ہوں گے اس گروہ فریق کی تفسیر کا لازمہ یہ ہے کہ خدا صاحب جسم و مکان ہے لیکن شیعیان اہل بیتؑ اپنے ائمہ اطہارؑ کی پیروی کرتے ہوئے خداوند عالم کو جسم و مکان سے منزہ و پاک سمجھتے ہیں۔

تیسرا نمونہ: انبیاء و مرسلین کی عصمت کے سلسلہ میں اختلاف عقیدہ رکھتے ہیں کیونکہ مکتب خلفاء کے پیروکار انبیاء و مرسلین کو صرف تبلیغ وحی کے بارے میں معصوم سمجھتے ہیں اور تبلیغ وحی کے امور کے علاوہ معصوم نہیں سمجھتے ہیں جبکہ شیعہ حضرات انبیاء و مرسلین اور ان کے اوصیاء کو ہر قسم کی معصیت اور گناہ سے محفوظ و معصوم سمجھتے ہیں۔

[1] تفسیر طبری اور ابن کثیر میں مذکورہ آیت کی تفسیر

۲۔ مسلمانوں کے اختلاف کی دوسری وجہ سنت اور اس تک رسائی کا طور طریقہ بھی ہے کیونکہ مکتب خلفاء کا اتباع کرنے والے تمام صحابیوں کو عادل سمجھتے ہیں اور پیغمبرؐ کی سنت کو ان تمام افراد سے حاصل کرتے ہیں جن پر صحابی کا اطلاق ہوتا ہے، اور اس سلسلہ میں وہ پیغمبر اکرمؐ سے یہ روایت کرتے ہیں: "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں تم نے ان میں سے جس کسی کی بھی اقتداء و پیروی کرلی ہدایت یافتہ ہو جاؤگے۔"

حالانکہ اصحاب کے درمیان ایسے بھی افراد ہیں جنہوں نے نعوذ باللہ زوجۂ پیغمبر پر زنا کی تہمت تک لگائی ہے اور قرآن ان کے سلسلہ میں سورۂ نور کی ۱۱ویں آیت میں فرماتا ہے: "بیشک جن لوگوں نے زنا کی تہمت لگائی وہ تمہیں میں سے ایک گروہ تھا حالانکہ تم اسے بہت معمولی سمجھ رہے تھے۔" اس کے علاوہ سورۂ توبہ کی ۱۰۱ویں آیت میں خاص طور سے یہ بیان ہو رہا ہے: "اور اہل مدینہ میں تو وہ بھی ہیں جو نفاق میں ماہر اور سرکش ہیں، تم ان کو نہیں جانتے ہو لیکن ہم خوب جانتے ہیں۔"

البتہ پیغمبر اکرمؐ نے مومن اور منافق کی شناخت کے سلسلہ میں ایک بہت ہی واضح و آشکار علامت اور نشانی عالم اسلام کے سامنے پیش کردی ہے۔ آپ نے حضرت علیؑ کی محبت و مودّت کو علامتِ ایمان اور آپ سے بغض و دشمنی کو علامتِ نفاق بتایا ہے۔[1]

---

[1] اس سلسلہ میں پیغمبر اکرم ﷺ کے گیارہ صحابیوں کے ذریعہ صحیح مسلم، سنن ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد اور مکتب خلفاء کی دوسری معتبر کتب میں روایت کی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: معالم المدرستین، جلد اول، مومن اور منافق کو پہچاننے کا قاعدہ۔

اسی دلیل کی بناپر شیعیان اہل بیت اطہارؑ قرآن کی تفسیر اور پیغمبر اکرم ﷺ کی سنت کو دشمنان علیؑ جیسے معاویہ، عمرو عاص اور نہروان کے خوارج وغیرہ سے نہیں لیتے بلکہ ان صحابۂ کرام سے حدیث کو لیتے ہیں جن کا شمار اہل بیت اطہارؑ کے محبین اور دوستداروں میں ہوتا ہے نیز وہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد بارہ اماموں سے پیغمبرؐ کی حدیث اور قرآن کی تفسیر کو دریافت کرتے ہیں اس لئے کہ یہ بارہ عظیم المرتبت حضرات جو کچھ بھی فرماتے ہیں اسے رسول اکرمؐ سے سند کے ذریعہ نقل کرتے ہیں لہٰذا شیعیان اہل بیتؑ اسلام کے تمام احکام کو اہل بیت پیغمبرؐ سے تعلق رکھنے والے بارہ اماموں سے حاصل کرتے ہیں اور وہ عظیم المرتبت بارہ امام یہ ہیں:

۱۔ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام
۲۔ حضرت حسن بن علی (سبط رسول علیہ السلام)
۳۔ حضرت حسین بن علی (سبط رسول علیہ السلام)
۴۔ حضرت علی بن حسین (سجاد علیہ السلام)
۵۔ حضرت محمد بن علی (باقر علیہ السلام)
۶۔ حضرت جعفر بن محمد (صادق علیہ السلام)
۷۔ حضرت موسیٰ بن جعفر (کاظم علیہ السلام)
۸۔ حضرت علی بن موسیٰ (رضا علیہ السلام)
۹۔ حضرت محمد بن علی (جواد علیہ السلام)
۱۰۔ حضرت علی بن محمد (ہادی علیہ السلام)

۱۱۔ حضرت حسن بن علی (عسکری علیہ السلام)

۱۲۔ حضرت حجۃ بن الحسن العسکری (مہدی علیہ السلام)

ان اوصیائے رسول اسلام ﷺ اور اہل بیت اطہارؑ سے احکام اسلام و تفسیر قرآن حاصل کرنے کی بناپر ہی انہیں شیعیان اہل بیتؑ کہا جاتا ہے۔

اہل بیت پیغمبرؐ کے پیروکار اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے (شیعہ) تفسیر قرآن، سنت پیغمبرؐ اور دوسرے تمام عقائد و احکامِ شریعت کو اہل بیت پیغمبرؐ کے ان بارہ اماموں سے لیتے ہیں، جو آپ کے بعد آپ کے اوصیاء و جانشین ہیں اور اس کے لئے ان کے پاس دو دلیلیں ہیں:

پہلی دلیل: اس لئے کہ خدا اور رسول نے ان حضرات کے اندر پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد اس عظیم ذمہ داری اور فریضہ (امامت) کو ادا کرنے کی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے اور ان عظیم فرائض کو ادا کرنے کے سلسلہ میں سب سے پہلا واسطہ اور وسیلہ پیغمبرؐ کے سب سے پہلے وصی و جانشین اور امام، حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ کے بعد تبلیغ کے فرائض کی ادائیگی کے سلسلہ میں امام علیؑ کی تیاری کی نوعیت

پیغمبر اسلامؐ کی بعثت سے قبل مکہ شدید قحط اور خشکسالی کا شکار ہوگیا۔ حضرت ابوطالبؑ جو کہ شیخ قریش تھے اس سال حجاج بیت اللہ کی مہمان نوازی کی بناپر شدید مالی مشکلات

میں مبتلا تھے جس سے حضرت ابوطالبؑ کو اپنے گھر والوں کی کفالت کے سلسلہ میں مشکلات پیش آرہی تھیں۔ پیغمبرؐ جو کہ جناب خدیجہؑ سے شادی کرنے کی بناپر مالی اعتبار سے بہتر حالت میں تھے اور آپ کے چچا حضرت عباس کا شمار تاجروں اور ثروتمندوں میں ہوتا تھا لہٰذا ان دونوں نے حضرت ابوطالبؑ کی مشکلات کو کم کرنے کے سلسلہ میں یہ طے کیا کہ حضرت ابوطالبؑ سے یہ درخواست کریں کہ وہ اپنے فرزندوں کو ان حضرات کے حوالہ کردیں تاکہ ان کا کچھ بوجھ ہلکا ہوسکے۔ جناب ابوطالبؑ نے اجازت دیتے ہوئے جناب جعفر کو حضرت عباس کے حوالہ کیا[1] اور حضرت علیؑ پیغمبرؐ کے سایہ میں آگئے۔

حضرت علیؑ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: "پیغمبر اکرم ﷺ نے بچپنے سے مجھے اپنی گود میں اس طرح جگہ دی ہے کہ مجھے اپنے سینے سے لگائے رکھتے تھے، اپنے بستر پر جگہ دیتے تھے، اپنے کلیجے سے لگا کر رکھتے تھے اور مجھے مسلسل اپنی خوشبو سے سرفراز فرمایا کرتے تھے اور اپنے دانتوں سے چبا کر مجھے کھانا کھلاتے تھے، نہ انہوں نے میرے کسی بیان میں جھوٹ پایا اور نہ میرے کسی عمل میں غلطی دیکھی۔[2]

اور اللہ نے دودھ بڑھائی کے دور ہی سے ان کے ساتھ ایک عظیم ترین ملک کو کردیا تھا جو ان کے ساتھ بزرگوں کے راستہ اور بہترین اخلاق کے طور طریقہ پر چلتا رہتا تھا اور شب وروز یہی سلسلہ رہا کرتا تھا اور میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح چلتا تھا جس طرح

[1] مستدرک حاکم، ج۳، ص۵۷۶؛ سیرۃ ابن ہشام، ج۱، ص۲۴۶، مطبوعہ مصر ۱۳۷۵

[2] خطبۂ قاصعہ، نہج البلاغہ، خطبہ ۱۹۲

اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے ہمراہ چلتا ہے اور روزانہ میرے سامنے اپنے اخلاق کا ایک نمونہ پیش کرتے تھے اور پھر مجھے اس کی اقتداء کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ وہ دو سال کا ایک حصہ غار حرا میں گذارا کرتے تھے جہاں صرف میں انہیں دیکھتا تھا اور کوئی دوسرا نہیں ہوتا تھا؛ اس وقت پیغمبر اکرمؐ اور خدیجہؓ کے علاوہ کسی گھر میں بھی اسلام کا گذر نہیں ہوا تھا اور ان میں تیسرا میں تھا، میں نور وحی و رسالت کا مشاہدہ کیا کرتا تھا اور خوشبوئے رسالت سے اپنے ذہن و خیال کو معطر رکھتا تھا۔

میں نے نزول وحی کے وقت ایک چیخ سنی تو آپ سے اس سلسلہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان کی چیخ ہے جو آج اپنی اطاعت سے مایوس ہوگیا ہے۔ تم وہ سب دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں اور وہ سب سن رہے ہو جو مین سن رہا ہوں، صرف فرق یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو لیکن تم میرے وزیر ہو اور کارِ رسالت میں میرے مددگار ہو۔"

جس وقت حضرت علیؑ نے جوانی میں قدم رکھا تو آپ روزانہ صبح و شام پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اسلام و قرآن کے اسرار و رموز جو آپ پر نازل ہوا کرتے تھے آپ انہیں اس کی تعلیم دیتے تھے، اس پڑھنے اور پڑھانے کی نوعیت کو آپ خود اس طرح بیان فرماتے ہیں: "میں روزانہ صبح پیغمبر اکرمؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتا تھا، اندر داخل ہونے سے پہلے سلام عرض کرتا "السَّلامُ علیكَ یا نَبِیَّ الله" اگر آپ آہستہ سے جواب دیتے تھے تو واپس چلا جاتا تھا ورنہ گھر میں داخل ہو جاتا تھا۔"[1]

---

[1] سنن نسائی، باب "التنحنح فی الصلاۃ"؛ سنن ابن ماجہ، باب "استئذان" کتاب الادب؛ مسند احمد، ج۱، ص۵۸ و۱۰۷

حضور اکرم ﷺ اس ملاقات کے دوران مجھے اس سے پہلے نازل ہونے والی وحی کی تعلیم فرمایا کرتے نیز یہ حکم دیتے کہ آپ کی تعلیم کردہ باتوں کی کتابت کرلیا کروں۔ میں نے کہا کیا آپ اس سے خائف ہیں کہ میں فراموش کر بیٹھوں گا؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تمہارے حافظہ کو قوی کردے اور تم نسیان کے شکار نہ ہو بلکہ اسے اپنے شرکاء کے لئے یعنی اپنے بعد کے اماموں کے لئے تحریر کرلیا کرو۔ پھر آپ نے امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بقیہ ائمہ اس کی نسل سے ہیں۔[1]

حضور اکرم ﷺ کے ذریعہ املا شدہ اور حضرت علیؑ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی ایک مفصل کتاب ہے جو "جامعہ" کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔ یہ کتاب اور قرآن مع تفسیر جو پیغمبر اکرم ﷺ کے گھر میں تھے نبوت کا وہ ورثہ ہے جو آپ کے اوصیاء تک منتقل ہوتا رہا ہے۔

ائمہ اہل بیتؑ کا جامعہ سے استفادہ

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ جامعہ ہمارے پاس ہے، یہ پیغمبر اکرمؐ کی املا کردہ کتاب ہے جو ان کے دہن مبارک سے نکلے ہوئے کلمات پر مشتمل ہے اور اسے حضرت علیؑ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ہے، تمام حلال و حرام نیز انسانی ضرورت کے تمام مسائل کا حل اس کتاب میں موجود ہے۔[2]

---

[1] امالی شیخ طوسی، ج۲، ص۵۶

[2] کافی، ص۱۴۲، ۱۴۹، ۱۵۴

ایک شخص نے امام صادقؑ سے سوال کیا تو آپ نے اس کا جواب دے دیا۔ اس شخص نے کہا کہ اگر یہ سوال اس طرح سے ہو تو آپ کی نظر کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ خاموش رہو میں نے جو جواب دیا ہے وہ رسول خداؐ کی طرف سے ہے۔[1]

خداوند عالم نے تمام حلال و حرام اور قرآن کی تاویل کو پیغمبر اکرمؐ پر نازل کیا اور آپ نے ان علوم کی تعلیم حضرت علیؑ کو دی ہے۔[2]

اہل بیتؑ کے تمام ائمہ کتاب جامعہ سے اور اس تفسیر قرآن سے جو رسول اکرمؐ کے پاس تھی اور بطور وراثت آپ حضرات تک پہنچی ہے، اپنے اصحاب کے لئے احکام خدا نقل کیا کرتے تھے اور اسی سے حدیث نقل فرمایا کرتے تھے۔ اصحاب ائمہ ان احادیث کو محفوظ کرنے کے لئے ایک رسالہ میں تحریر بھی فرماتے تھے اور یہ رسالے علم حدیث میں "اصل" کہے جاتے ہیں اور ایک دور میں ان رسالوں کی تعداد چار سو تک پہنچی تھی چنانچہ اہل تشیع کی کتب اربعہ؛ کافی، من لایحضرہ الفقیہ، استبصار، تہذیب ان ہی رسالوں (اصل) سے ماخوذ و منقول ہیں، آج مکتب اہل بیتؑ کے علماء انہیں سے استفادہ کرتے ہیں جیساکہ ذیل نقشہ میں نمایاں ہے:

---

[1] کافی، ج ۱، ص ۵۸
[2] بصائر الدرجات، ص ۲۹۰

مکتب اہل بیتؑ میں سند روایت

❖ خاتم الانبیاءؐ کے ذریعہ املا شدہ
❖ جامعہ امام علی علیہ السلام
❖ ائمہ اہل بیت اطہارؑ کی روایتیں
❖ حدیث کے مختصر یا طولانی رسائل (اصل)
الفقیہ، تہذیب، استبصار، کافی

مکتب اہل بیتؑ کے فقہاء کے رسائل

شیعہ، اہل بیت پیغمبرؐ اور ائمہ اہل بیتؑ کا اتباع و پیروی کیوں کرتے ہیں اور شریعت اسلام کو ان سے کیوں حاصل کرتے ہیں اس کی یہ پہلی دلیل ہے۔

دوسری دلیل: اہل بیت اطہارؑ کی پیروی و اتباع کے سلسلہ میں وہ روایتیں ہیں جو پیغمبر اسلامؐ نے ان حضرات کے لئے بیان فرمائی ہیں، یہاں چند روایتیں بطور اختصار مکتب خلفاء کی معتبر کتابوں سے پیش کی جا رہی ہیں۔

۱۔ وہ روایتیں جو پہلے امام حضرت علی بن ابی طالبؑ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

بعثت کے تیسرے سال جب رسول اکرم ﷺ، خداوند عالم کی طرف سے اعلانیہ تبلیغ اسلام کے لئے مامور کئے گئے اور آیت "وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ" کا نزول ہوا تو

آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے ذریعہ فرزندان عبد المطلب کے لئے کھانے کا انتظام کرایا اور کھانے کے بعد آپ کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ ابولہب کی حرکت سے مجمع منتشر ہوگیا، رسول خداؐ نے دوسرے دن دوبارہ فرزندان ابوطالب کو جمع کیا اور کھانے کے بعد ان کو اسلام کی طرف دعوت دی اور تبلیغ رسالت کے سلسلہ میں سب سے نصرت و مدد طلب کرتے ہوئے فرمایا: "تمہارے درمیان میں سے کون شخص اس امر (رسالت) میں میری نصرت اور مدد کرنا چاہتا ہے تاکہ تمہارے درمیان میرے بعد میرا بھائی، میرا وصی، میرا خلیفہ قرار پائے۔"

تمام حاضرین رسول اسلامؐ کی یہ بات سن کر سر جھکائے بیٹھے رہے۔ حضرت علیؑ جو کہ اس مجمع میں سب سے کمسن تھے آپ نے پیغمبر اکرمؐ کے اس کلام کے جواب میں فرمایا: "یا رسول اللہ! میں اس امر (رسالت) میں آپ کی نصرت و مدد کے لئے حاضر ہوں۔"

اس موقع پر پیغمبر اکرمؐ نے علیؑ کی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "یہ تمہارے درمیان میرا بھائی، میرا جانشین اور میرا خلیفہ ہے اس کے کلام کو سنو اور اس کے حکم کی اطاعت کرو۔"

اس کے بعد فرزندان عبد المطلب مذاق اڑاتے ہوئے کھڑے ہوئے اور سردار قریش حضرت ابوطالبؑ سے کہنے لگے کہ تمہارے بھتیجے نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کے فرمان اور اس کے حکم کی اطاعت کرو۔[1]

---

[1] یہ واقعہ تاریخ طبری، طبع یورپ، ج۱، ۲ ۱۱۷۱تا ۱۱۷۳؛ ابن اثیر، ج۲، ص ۲۲۲۔ حضرت علیؑ کے حالات زندگی میں تاریخ ابن عساکر اور مکتب خلفاء کی دوسری معتبر کتابوں میں آیا ہے، ملاحظہ فرمائیں: خلیفہ کی تعیین کے بارے میں رسول اکرمؐ کا اہتمام، معالم المدرستین، ج۱

یہ رسول اسلام ﷺ کا پہلا قدم تھا کہ جب آپ نے مکہ میں اپنی رسالت کا اعلان کیا تو اسی مجمع میں اپنا وصی و جانشین بھی معین کر دیا اور آپ ہمیشہ اپنے وصی و جانشین کا تعارف حضرت علیؑ کی شخصیت کے ذریعہ کرایا کرتے تھے۔ بڑے بڑے صحابہ نے اس بارے میں رسول خداؐ سے جو کچھ سنا ہے اسے ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

سلمان فارسی

آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پیغمبر اکرمؐ سے عرض کیا: "ہر پیغمبر کا کوئی وصی ہے اور آپ کا وصی و نائب کون ہے؟" آپؐ نے اس وقت کوئی جواب نہیں دیا، کچھ مدت کے بعد جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: "اے سلمان! میں نے آپ کی طرف تیزی سے قدم بڑھائے اور آپ کی آواز پر لبیک کہی۔"

آپؐ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ موسیٰ کا وصی کون تھا؟ میں نے عرض کیا: "جی ہاں یوشع بن نون تھے۔" آپؐ نے فرمایا: "وہ کیوں موسیٰ کے وصی و نائب تھے؟"

میں نے عرض کیا: "اس لئے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور عاقل تھے۔"

آپؐ نے فرمایا: "میرا وصی و جانشین میرے اسرار کا حامل، میرے بعد بہترین فرد، میرے وعدوں کو وفا کرنے والا، میرے قرض کو ادا کرنے والا یعنی علیؑ ہے۔"[1]

---

[1] معجم کبیر، طبرانی، ج۶، ص۲۲۱؛ مجمع الزوائد، ج۹، ص ۱۱۳۔ اس کے مزید حوالے معالم المدرستین، ج۱، وصی رسولؐ کے عنوان کے تحت ملاحظہ کریں۔

ابوسعید خدری انصاری

یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا وصی اور میرے اسرار کا حامل، میرے بعد بہترین فرد، میرے وعدوں کو وفا کرنے والا، میرے قرض کو ادا کرنے والا علی بن ابی طالبؑ ہے۔"

انس بن مالک انصاری

روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا: "سب سے پہلے جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ متقین کا امام، مسلمین کا سید و سردار، دین اسلام کا قائد و رہبر نیز خاتم الوصیین ہے۔"

علی علیہ السلام نے دق الباب کیا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: "کون ہے؟"

میں نے کہا: "علی تشریف لائے ہیں۔"

پیغمبر اسلام ﷺ مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور علی بن ابی طالبؑ سے بغلگیر ہوئے۔ [1]

وزیر نبی

مشہور صحابی سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: "اے علیؑ کیا تم اس بات سے خوشنود و راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت مجھ سے

[1] تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۴۸۶؛ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۶۳

وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن (فرق) یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

پیغمبر اسلامؐ کا یہ بیان کلیم اللہ موسیٰ بن عمران کی اس گفتگو کی طرف اشارہ ہے جب آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: [1]

اور میرے اہل بیت سے میرا وزیر قرار دیدے ہارون کو، جو میرا بھائی بھی ہے، اس سے میری پشت کو مضبوط کردے، اسے میرے کام میں شریک بنادے۔ [2]

خاتم النبیین ﷺ نے بھی حضرت موسیٰ کے مثل جیسے انہوں نے اپنے بھائی ہارون کو اپنا وزیر قرار دیا تھا اسی طرح آپ نے حضرت علیؑ کو اپنا وزیر مقرر فرمایا ہے۔ رسول اسلامؐ کی اس فرمائش کی بنا پر حضرت علیؑ کے سلسلہ میں جو روایت بیان فرمائی ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہم صرف یہاں پر حدیث غدیر نقل کرنے پر اکتفاء کر رہے ہیں:

حدیث غدیر

مسلک خلفاء کی معتبر کتابیں جیسے مسند احمد، سنن ابن ماجہ، مستدرک حاکم بر صحیحین اور دوسری کتب تفاسیر میں روایت بیان کی گئی ہے کہ جب پیغمبر اکرم ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹ رہے تھے اور غدیر خم پر پہنچے تو آپ پر سورۂ مائدہ کی ۶۷ ویں آیت کا نزول ہوا:

"اے پیغمبر! آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔"

[1] صحیح مسلم، ج ۷، ص ۱۲۰؛ سنن ترمذی، ج ۱۳، ص ۱۷۱؛ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۱۰۸ و ۱۰۹

[2] سورۂ طٰہٰ، آیت ۲۹۔ ۳۲

وحی بیانی کے ذریعہ "مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ" (جو آپ کے اوپر نازل کیا گیا ہے) کا مقصود یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر خم کے صحرا میں اونٹ سے اُترے، آپ کے حکم سے کاروان ٹھہرا دیا گیا، جو آگے بڑھ چکے تھے انہیں واپس بلایا گیا اور جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار کیا گیا، پالان شتر کا منبر بنایا گیا، نماز ظہر کا اہتمام ہوا، آپؐ نے منبر پر جا کر یہ تاریخی خطبہ پڑھا اور فرمایا:

"میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: اللہ کی کتاب (قرآن) اور اپنے اہل بیتؑ و عترت کہ خدائے مہربان نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ دونوں باعظمت چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر کے نزدیک مجھ سے ملیں، ان دو باعظمت چیزوں سے آگے نہ بڑھنا کہ ہلاک ہو جاؤ گے ان کو تعلیم دینے کی سعی نہ کرنا کہ یہ تم سے اعلم ہیں۔"

پھر فرمایا: "تمہیں اس بات کا علم ہے کہ میں تمام مومنین و مومنات کے نفس کے سلسلہ میں ان سے مقدم اور اولیٰ ہوں!"

لوگوں نے بلند آواز سے اقرار کرتے ہوئے کہا: "جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

اس وقت پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنے دست مبارک سے اتنا بلند کیا کہ دونوں حضرات کی سفیدی بغل نمایاں ہو گئی اور فرمایا: "اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں تم سب کا مولیٰ ہوں اور جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ اس کے مولیٰ ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے دعا کے لئے دست مبارک اٹھایا اور فرمایا:

"پروردگارا! تو اُسے دوست رکھنا جو علیؑ کو دوست رکھتا ہو اور تو اُسے دشمن رکھنا جو علیؑ کو دشمن رکھتا ہو اور تو اس کی مدد کرنا جو علیؑ کی نصرت کرتا ہو اور اسے ذلیل و بے آبرو کرنا جو علیؑ کو بے آبرو کرنا چاہتا ہو۔"

مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ منصب ولایت و امامت کے لئے حضرت علیؑ کے انتخاب کے بعد اس آیت کا نزول ہوا:

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند فرمایا۔"

اس آیت کے نزول کے بعد آپ نے اپنے سیاہ عمامہ جس کا نام "سحاب" تھا اور آپ اسے خاص مواقع (جیسے فتح مکہ) پر باندھتے تھے اس سے حضرت علیؑ کے سر اقدس کو مزین فرمایا اور اس روز وہاں موجود تمام اصحاب نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو مبارک باد پیش کی اور حضرت عمر بن خطاب نے آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا:

"مبارک ہو آپ کو آپ میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا ہو گئے۔"

ایک دوسرے موقع پر مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

"عَلِیٌّ مِنِّی وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ، لَا یُؤَدِّی عَنِّی اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ" علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، کوئی امر رسالت کو نہیں پہنچا سکتا مگر میں خود یا علی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں جو بھی علم کا طلبگار ہے اسے دروازہ سے آنا چاہئے۔"

آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: "تم میرے بعد میری امت کے لئے اختلافی مسائل کے احکام کو بیان کرنے والے ہو۔"

نیز رسول اکرم ﷺ نے اپنے بعد کے جانشین کی تعداد، نقبائے بنی اسرائیل کی تعداد کے مانند بارہ حضرات بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ ان بارہ عظیم المرتبت اوصیاء کے بعد دنیا ختم ہوجائے گی۔ آپ نے جو عدد بیان فرمایا ہے وہ صرف حضرت علیؑ اور آپ کے گیارہ فرزندوں پر ہی صادق آتا ہے، ان بارہ اوصیاء کے آخری وصی حضرت مہدیؑ ہیں کہ جن کے بارے میں آپ کا یہ بیان ہے:

۱۔ مہدی میرے اہل بیت میں سے ہے۔

۲۔ مہدی میری عترت اور فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہے۔

۳۔ اگر دنیا کو ختم ہونے میں ایک دن ہی باقی ہو تو خدا اس روز کو طولانی کردے گا یہاں تک کہ میری اولاد سے ایک فرد، جو میرا ہم نام ہے خروج کرے گا اس کے بعد آپ نے امام حسین علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ وہ میرے اس فرزند کی نسل سے ہوگا۔

ابن کثیر نے کتاب تاریخ میں لکھا ہے: "وہ توریت جو یہودیوں کے پاس ہے اس میں تحریر ہے کہ اسماعیل بن ابراہیمؑ کی نسل سے بارہ عظیم المرتبت شخصیتیں ظہور کریں گی اور ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ یہ بارہ اشخاص وہی ہیں جو پیغمبر اکرمؐ کی حدیث میں ذکر کیے گئے ہیں۔"

ابن تیمیہ نے کہا ہے: "اکثر یہودی جو مسلمان ہوئے ہیں وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ بارہ حضرات وہی ہیں جن کے بارے میں رافضی کہتے ہیں لہٰذا وہ شیعہ ہوگئے ہیں۔"

پیغمبر اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے بارہ جانشینوں کے سلسلہ میں مکتب خلفاء کے علماء کی سرگردانی

پیغمبر عظیم الشان کے بارہ جانشین اور ان کے بعد دنیا تمام ہوجانے کا ذکر، مسلک خلفاء کی معتبر کتب جیسے صحیح بخاری، مسلم، مستدرک حاکم، فتح الباری در شرح بخاری، سنن ابی داؤد، ترمذی، مسند طیالسی واحمد میں وارد ہوا ہے، ابن العربی نے سنن ترمذی کی شرح میں خلفاء کو ابوبکر سے شمار کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ اگر پیغمبرؐ کے بتائے ہوئے بارہ خلفاء کا شمار کریں کہ جن کو خلیفہ کہا جاتا ہے تو وہ حسب ذیل ہوں گے: ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، معاویہ، یزید، معاویہ بن یزید، یزید بن عبد الملک۔۔۔ کہ ان کی تعداد ۷۰ تک پہنچتی ہے لیکن اگر خلیفہ کے معنی کو سامنے رکھیں تو وہ یہ ہوں گے شروع کے چار خلیفہ (ابوبکر، عمر، عثمان و علیؑ) اور عمر بن عبدالعزیز۔

اس کے بعد ابن العربی نے کہا ہے: "ہم اس حدیث کے معنی سمجھنے سے قاصر ہیں۔"

اسی طریقہ سے مکتب خلفاء کے دوسرے علماء بھی رسول اسلام ﷺ کے بعد آپ کے بارہ جانشینوں کے مصداق کے سلسلہ میں سرگرداں نظر آتے ہیں یہ اس بنا پر ہے کہ رسول اکرمؐ کے بتائے ہوئے بارہ خلفاء جو مکتب احادیث میں پیش کیے گئے ہیں وہ

رسول اسلامؐ کے بعد اسلامی مملکت پر حکمرانی کرنے والے خلفاء سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ مکتب خلفاء کے علماء نہیں چاہتے ہیں کہ یہ قبول کریں کہ پیغمبر اکرمؐ کے فرمودات کے مطابق وہ بارہ خلفاء اہل بیت اطہارؑ کے بارہ امام ہیں یعنی حضرت علیؑ اور ان کے گیارہ فرزند ہیں جن کی شیعہ پیروی واطاعت کرتے ہیں لہٰذا سرگردانی اور پریشان حالی کے شکار ہیں لیکن شیعیان اہل بیت اطہارؑ اس شعر کے مصداق ہیں جس میں شاعر کہتا ہے:

فَوالِ أُناساً قَولُهُم وَحَدِيثُهُم — رَوَىٰ جَدُّنا عَن جِبرَئيل عَنِ البَارِي

ان کی پیروی واطاعت کرو کہ جن کا قول وکلام یہ ہے کہ مجھ سے میرے جد نے اور ان سے جبرئیل نے اور جبرئیل سے اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

اسی بناپر ہم شیعہ، رسول اسلام ﷺ کے بعد اہل بیتؑ کی پیروی کرتے ہیں۔

اسی بناپر ہم کو شیعہ اہل بیتؑ کہا جاتا ہے۔ اسی بناپر ہم اہل بیتؑ کے شیعہ ہیں اسی بناپر ہمارے قلوب میں پیغمبر اکرم ﷺ اور اہل بیت علیہم السلام کی محبت موجزن ہے۔

اسی بناپر ہم قیامت میں پیغمبر اکرمؐ اور ان کے اہل بیتؑ کے ساتھ محشور ہونے کی امید رکھتے ہیں۔

کیونکہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "مَنْ اَحَبَّ حَجَراً اَحْشَرَهُ اللهُ مَعَهُ"

اگر کوئی شخص کسی پتھر سے محبت رکھے گا تو خداوند عالم اسے اسی کے ساتھ محشور کرے گا۔

ناشر

اہل بیت کونسل انڈیا